۲۰ سال قبل کی حفظ کردہ سورہ آلِ عمران نمازِ فجر میں تلاوت کرتے ہیں تو دورانِ تلاوت کوئی سوال ذہن میں اُبھرتا ہے اور جواب کے لیے بہت سی تفاسیر دیکھتے ہیں۔ تلاوت کے دوران میرے سامنے ہر مرتبہ ''سورت کے نئے نئے ابعاد اور ابواب کھلتے ہیں'' (جلد اوّل، ص ۲۱۶)۔ اسی طرح ان کے نظریات کا بھی علم ہوتا ہے، مثلاً جہاد کی فرضیت کے قائل ہیں مگر ان کے نزدیک یہ جہاد انفرادی نہیں ایک ''منظّم اور تربیت یافتہ حزب اور جماعت کا کام ہے'' نہ کہ اِفراد اور چھوٹے چھوٹے گروہوں کا۔ ایک ایسے حزب کا جو تربیت یافتہ ہو کر کندن بن چکا ہو، جن کا اسلحہ ان کے ایمان کے تابع ہو، نہ کہ ان شدت پسند جذبات و احساسات کے تحت انتقام اور بدلہ لینے لگیں۔ (ایضاً، ص ۲۱۷)

اُردو ترجمہ ڈاکٹر عبدالصمد اور ان کے معاون محمد اسلام علوی کی دل چسپی و کاوش کا نتیجہ ہے۔ حکمت یار بعض مسائل پر دیگر مفسرین کا موقف بیان کرتے ہوئے کہیں ان سے اتفاق اور کہیں اختلاف کرتے ہیں۔ انھوں نے سابقہ مفسرین سے استفادہ بھی کیا ہے، مگر وہ کہیں کسی کا نام نہیں لیتے۔ اُردو ترجمے میں تو تفہیم القرآن کا اثر نمایاں محسوس ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالصمد نے لکھا ہے کہ میں حکمت یار کی بعض چیزوں سے اتفاق نہیں کرتا، مثلاً اپنے موقف سے مختلف نقطۂ نظر رکھنے والوں پر سختی سے نکیر یا بعض وقتی اور علاقائی ایشو کو زیر بحث لانا (جلد اوّل، ص ۴) وغیرہ۔ قرآن کی کرنیں کی چار جلدیں (چہارم تا ہفتم) غالباً تاحال طبع نہیں ہوئیں۔ (رفیع الدین ہاشمی)

التفسیر (خاص اشاعت: برصغیر کے مفسرین اور ان کی تفاسیر) کراچی، مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر محمد شکیل اوج۔ شمارہ ۲۳، جنوری تا جون ۲۰۱۴ء۔ ناشر: مجلس التفسیر، بی ۳، اسٹاف ٹاؤن، یونی ورسٹی کیمپس، جامعہ کراچی۔ صفحات: ۴۵۰+۱۵۔ قیمت: ۷۰۰ روپے۔

کراچی یونی ورسٹی کے شعبۂ تاریخ اسلامی سے وابستہ، ڈاکٹر شکیل احمد اوج (یکم جنوری ۱۹۶۰ء-۱۸ ستمبر ۲۰۱۴ء) عصری تہذیبی مسائل پر غور و فکر کر کے قلم اٹھاتے رہے ہیں۔ اس کی تفصیل قرآنِ مجید کے آٹھ منتخب تراجم، نسائیات، تعبیرات اور صاحبِ قرآن کے علاوہ ان کی ادارت میں شائع ہونے والا علمی و فکری مجلّہ ششماہی التفسیر میں ملتی ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان سے منظور شدہ اس مجلّے کے ۲۳ شمارے منصۂ شہود پر آئے ہیں۔ زیرنظر خصوصی شمارہ اُردو کے مفسرینِ قرآن اور ان کی تفاسیر سے متعلّق ہے۔

مدیر نے اس احساس کے باوجود کہ اکثر مفسرین ایک دوسرے سے جزوی یا کُلی اختلاف رکھتے ہیں، اس بات کو ترجیح دی کہ اب تک ہونے والے تمام تفسیری کام پر نظر ڈالی جاسکے۔ ان کا کہنا ہے کہ مَیں ان تمام حضرات کے تفسیری و تفہیمی کام کو ملت اسلامیہ کا مشترک علمی سرمایہ سمجھتا ہوں۔ مسلمانوں کو اس علمی خزانے سے بغیر کسی تعصب کے، استفادہ کرنا چاہیے کیونکہ اسی طرح قرآن فہمی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ لوگ کلام الٰہی سے وابستہ ہوجائیں۔

تفاسیر کے تجزیوں کے علاوہ تفسیری مباحث سے متعلّق چند مضامین بھی شامل ہیں۔ مثال کے طور پر 'مولانا احمد رضا خاں بریلوی بحیثیت مترجم قرآن' (محمد امین)، 'ساختیاتی لسانیات، فہم معانی کا جدید منہج اور ترجمۂ قرآن پر اس کے اثرات' (ڈاکٹر حافظ عبدالقیوم)، 'تفسیر قرآن میں کتب سابقہ سے اخذ و استدلال کے اسالیب' (محمد خبیب، ڈاکٹر محمد عبداللہ) اور 'جماعتِ احمدیہ کا تراجمِ قرآنِ مجید اور تعلیم قرآن پر کیے گئے کام کا علمی و تحقیقی جائزہ' (محمد عمران، ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر)۔

یہ شمارہ تقریباً دوسو برسوں کے دَوران میں ہونے والے تفسیری کام کو سمجھنے کی ایک ناتمام کوشش ہے۔ بایں ہمہ مدیر نے اعتراف کیا ہے کہ شاہ ولی اللہ، سرسید، حمید الدین فراہی، عبیداللہ سندھی، علامہ عنایت اللہ مشرقی، عبداللہ یوسف علی، عبداللہ چکڑالوی، خواجہ احمد الدین، مولانا اشرف علی تھانوی، ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری، مولانا امین احسن اصلاحی، علامہ شبیر احمد ازہر میرٹھی، مولانا عبدالکریم اثری اور مولانا صلاح الدین یوسف وغیرہم پر مقالات شامل نہیں ہوسکے۔

مجلّے کے آخر میں مفتی محمد اعظم سعیدی نے کنزالایمان (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) پر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے تحقیقی مقالے کا جائزہ لیا ہے۔ ان کا لب و لہجہ اور اسلوب حددرجہ طنزیہ بلکہ استہزائیہ ہے۔ اگر پروفیسر قادری کا مقالہ ایسا ہی بے کار تھا تو مفتی سعیدی نے اس پر ۱۹ صفحات اور اپنے کئی گھنٹے کیوں ضائع کیے؟

اوج مرحوم نے اداریے میں اہل علم کو دعوت دی تھی کہ اگر وہ اپنے کسی پسندیدہ یا کسی غیرمعروف مفسر یا مترجم کی خدماتِ جلیلہ پر لکھنے کے خواہش مند ہوں تو التفسیر کے ایک نئے نمبر کے لیے وہ ان کی تحریر کے منتظر رہیں گے لیکن صدافسوس کہ وہ یہ خواہش لیے خالق حقیقی سے جاملے۔ (خالد ندیم)